از عدالتِ عظمیٰ[1]

اچھوت آنند ابیدیا

بنام

پرافولیا کمار گین و دیگران

تاریخ فیصلہ: 8 اپریل، 1997

[جی این رے اور ایس سی سین، جسٹس صاحبان]

آئین ہند 1950: آرٹیکل 227۔

عدالت عالیہ کا دائرہ اختیار- کی نوعیت اور دائرہ کار-اپیلٹ کورٹ نے پایا کہ الگ تھلگ زمین کی دوبارہ منتقلی کے لیے کوئی زبانی معاہدہ نہیں تھا-عدالتِ عالیہ نے اپیلٹ کورٹ کے حکم میں اس بنیاد پر مداخلت کی کہ اپیلٹ کورٹ نے ریکارڈ پر موجود شواہد پر غور کیے بغیر نتیجہ اخذ کیا- قرار پایا کہ، عدالتِ عالیہ کے دائرہ اختیار میں عدالتی نظر ثانی کے ساتھ ساتھ انتظامی نگرانی بھی شامل تھی- عدالتِ عالیہ ماتحت عدالت کے ذریعے اخذ کردہ حقائق کے نتائج میں مداخلت کر سکتی ہے اگر یہ کسی ثبوت پر مبنی نہ ہو یا شواہد کو واضح طور پر غلط طریقے سے پڑھنے پر مبنی نہ ہو- مقدمے کے حالات میں، عدالت عالیہ کو اپیلٹ کورٹ کے حکم میں مداخلت کرنے کا جواز پیش کیا گیا۔

ثبوت ایکٹ، 1872: دفعہ 60۔

زبانی ثبوت- منتقل شدہ جائیداد کی دوبارہ منتقلی کے لیے زبانی معاہدے کے وجود کے حوالے سے- زبانی معاہدے کی حقیقت کا وجود دفعہ 60 کے تحت مطلوبہ براہ راست شواہد سے ثابت نہیں ہوتا ہے- گواہوں نے بیان دیا کہ ان کی موجودگی میں فریقین نے دوبارہ ترسیل کے لیے زبانی معاہدے کے بارے میں بات چیت کی تھی- قرار پایا کہ: ایسے حالات میں یہ دعوی کرنا دوہائیپر ٹیکنیکل ہوگا کہ گواہ کو نہ صرف یہ بتانا چاہیے کہ ان کی موجودگی میں زبانی معاہدے کے لیے بات چیت ہوئی تھی بلکہ انہوں نے فریقین کے درمیان بات چیت بھی سنی تھی- گواہی کہ گواہ کی موجودگی میں زبانی مباحثوں پر فریقین دوبارہ ترسیل کے معاہدے پر پہنچ گئے تھے، لازمی طور پر اس بات کا اشارہ ہے کہ گواہ نے اس طرح کی بحث سنی تھی اور اسے اس طرح کے زبانی معاہدے کے بارے میں معلوم ہوا تھا-اس

لیے اس طرح دلیل قبول نہیں کی جاتی-ویسٹ بنگال ری اسٹوریشن آف ایلینیٹڈ لینڈ ایکٹ، 1973، دفعہ 4(i)۔

مدعاعلیہ نے اپیل گزار کو اپنی زمین فروخت کر دی تھی۔ اس کے بعد، مدعاعلیہ نے مغربی بنگال ری اسٹوریشن آف ایلینیٹڈ لینڈ ایکٹ، 1973 کی دفعہ 4(1)(a) کے تحت خصوصی افسر کے سامنے مذکورہ زمین کی بحالی کے لیے اس بنیاد پر درخواست دائر کی کہ مدعاعلیہ کو مذکورہ زمین کو مصیبت میں بیچنا پڑا۔ یہ بھی دعوی کیا گیا کہ اپیل کنندہ اور مدعاعلیہ نے مدعاعلیہ کو مذکورہ زمین دوبارہ منتقل کرنے کے لیے زبانی معاہدہ کیا تھا۔ خصوصی افسر نے مذکورہ درخواست کی اجازت دے دی۔ اپیلٹ اتھارٹی نے اپیل کنندہ کی طرف سے دائر اپیل کو اس بنیاد پر منظور کیا کہ فروخت پریشانی کی فروخت نہیں تھی اور یہ کہ دوبارہ ترسیل کے لیے کوئی زبانی معاہدہ نہیں تھا۔ لیکن عدالت عالیہ نے آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت مدعاعلیہ کی طرف سے دائر اپیل کو اس بنیاد پر منظور کر لیا کہ اپیلٹ اتھارٹی کا یہ نتیجہ کہ دوبارہ ترسیل کے لیے کوئی زبانی معاہدہ نہیں تھا درست نہیں تھا کیونکہ اس طرح کا نتیجہ ریکارڈ پر موجود شواہد پر غور کیے بغیر کیا گیا تھا۔ نالاں ہوتے ہوئے اپیل کنندہ نے موجودہ اپیل کو ترجیح دی۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ زبانی معاہدے کا عدم وجود ایک حقیقت کا نتیجہ ہے جس کا نتیجہ اپیلٹ اتھارٹی نے اخذ کیا تھا اور اس لیے عدالت عالیہ کے لیے آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت حقائق کے اس طرح کے نتیجے میں مداخلت کرنے کے لیے کھلا نہیں تھا؛ کہ زبانی معاہدے کا وجود شواہد ایکٹ کی دفعہ 60 کے تحت مطلوبہ براہ راست ثبوت پیش کرنے سے ثابت نہیں ہوا تھا؛ اور یہ کہ گواہوں نے صرف یہ بیان دیا تھا کہ ان کی موجودگی میں اپیل کنندہ اور مدعاعلیہ کے درمیان بات چیت ہوئی تھی لیکن ایسے گواہوں نے بیان نہیں دیا تھا کہ انہوں نے فریقین کو زبانی معاہدہ کرتے ہوئے سنا تھا۔

اپیل کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ: 1. آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت عدالت عالیہ کی نگرانی کا اختیار صرف انتظامی نگرانی تک محدود نہیں ہے بلکہ اس طرح کے اختیار میں عدالتی نظر ثانی کا اختیار بھی شامل ہے۔ آرٹیکل 227 کے تحت عدالت عالیہ کا اختیار اور فرض بنیادی طور پر اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ عدالت عالیہ سے نچلی عدالتوں اور ٹریبونلوں نے وہی کیا ہے جو انہیں کرنے کی ضرورت تھی۔ عدالت عالیہ آرٹیکل 227 کے تحت غلط مفروضہ یا اپنے دائرہ اختیار سے باہر کام کرنے، دائرہ اختیار استعمال کرنے سے انکار، ریکارڈ پر ظاہر قانون کی غلطی جو محض قانون کی غلطی سے ممتاز ہے، اختیار یا صوابدید

کا من مانی یا عجیب استعمال، طریقہ کار میں پیٹنٹ کی غلطی، کسی ایسے نتیجے پر پہنچنا جو مسخ شدہ ہو یا کسی مواد پر مبنی نہ ہو، یا جس کے نتیجے میں واضح ناانصاف ہو، کے معاملات میں مداخلت کر سکتی ہے۔ جہاں تک کمتر عدالت کے حقائق کے نتائج کا تعلق ہے، عدالت عالیہ کو ماتحت عدالت کے فیصلے کو محض اس بنیاد پر کالعدم نہیں کرنا چاہیے کہ اس کا حقائق کا نتیجہ غلط تھا لیکن آرٹیکل 227 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے عدالت عالیہ کے لیے کھلا ہو گا کہ وہ حقائق کے نتائج میں مداخلت کرے اگر ماتحت عدالت بغیر کسی ثبوت کے نتیجے پر پہنچی یا شواہد کو واضح طور پر غلط پڑھنے پر اس طرح دائرہ اختیار کے نامناسب استعمال میں ملوث ہوئی یا اگر اس کے نتائج منحرف ہیں۔ اگر حقیقت کے حوالے سے ریکارڈ پر موجود شواہد پر بالکل بھی غور نہیں کیا جاتا ہے اور اس طرح کے شواہد کے حوالے کے بغیر، حقیقت کا نتیجہ کمتر عدالت یا ٹریبونل کے ذریعے اخذ کیا جاتا ہے، تو اس طرح کے نتائج کو غلط اور حقائق پر مبنی نہیں ہونا چاہیے۔ ایسے حالات میں، آرٹیکل 227 کے تحت اپنے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، عدالت عالیہ حقیقت کے اس طرح کے غلط نتائج کو کالعدم قرار دینے کی مجاز ہو گی۔ عدالت عالیہ، ایسے حالات میں، ریکارڈ پر موجود مواد کے حوالے سے اس کے سامنے درج کردہ حقائق کے نتائج کے جواز پر غور کرنے کی مجاز ہو گی۔ اس معاملے میں، عدالت عالیہ نے صحیح فیصلہ دیا ہے کہ اپیلٹ اتھارٹی ریکارڈ پر موجود شواہد پر غور کیے بغیر دوبارہ ترسیل کے زبانی معاہدے کے عدم وجود کے نتیجے پر پہنچی ہے۔

2. اپیل کنندہ کی اس دلیل کو قبول کرنا ممکن نہیں ہے کہ فریقین کے درمیان دوبارہ منتقلی کے معاہدے کے بارے میں زبانی ثبوت ایویڈنس ایکٹ 1872 کی دفعہ 60 کی فراہمی کے پیش نظر غلط اور ناکافی ہیں۔ اس معاملے میں گواہوں نے گواہی دی ہے کہ ان کی موجودگی میں فریقین نے دوبارہ ترسیل کے لیے زبانی معاہدے کے بارے میں بات چیت کی تھی اور ایسا معاہدہ کیا گیا تھا۔ ایسے حالات میں، یہ دعوی کرنا بہت زیادہ تکنیکی ہو گا کہ گواہ کو نہ صرف یہ بتانا چاہیے کہ ان کی موجودگی میں زبانی معاہدے کے لیے بات چیت ہوئی تھی بلکہ انہوں نے فریقین کے درمیان بات چیت بھی سنی تھی۔ یہ بیان کہ گواہ کی موجودگی میں زبانی مباحثوں پر فریقین دوبارہ ترسیل کے معاہدے پر پہنچ گئے تھے، لازمی طور پر اس بات کا اشارہ کرتا ہے کہ گواہ نے اس طرح کی بحث سنی تھی اور اسے اس طرح کے زبانی معاہدے کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 1009-1019، سال 1987۔

سی آر نمبری 1691-92، سال 1985 میں کلکتہ عدالت عالیہ کے 15.7.86 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے بسواجیت بھٹاچاریہ اور پردیوت کمار چکرورتی۔

جواب دہندگان کے لیے آر پی گپتا۔

عدالت کا فیصلہ جی این رے جسٹس نے سنایا۔

ان اپیلوں میں، آر اے ایل اپیل نمبر 19 اور 20، سال 1983 میں سب ڈویژنل آفیسر ڈائمنڈ ہاربر کے ذریعے 8 اپریل 1985 کو منظور کیے گئے فیصلے کے خلاف آئین ہند کے آرٹیکل 227 کے تحت درخواستوں سے پیدا ہونے والے دیوانی قواعد نمبر 1، سال 1985 میں کلکتہ عدالت عالیہ کے ذریعے 15 جولائی 1986 کو منظور کیا گیا فیصلہ چیلنج کے تحت ہے۔

اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایک کامنی موہن گائیین متنازعہ زمینوں کی مالک تھی۔ یکم جون 1968 کو مذکورہ کامنی موہن گائیین نے ان اپیلوں میں اپیل کنندہ اچھوتنندا بیدیا کو 0.60 فیصد زمین فروخت کر دی تھی، مذکورہ کامنی موہن گائیین نے بھی فروخت کر دی۔ 160 جولائی 1968 کو زمین کا فیصد ایک رجسٹرڈ بیعہ نامہ کے ذریعے سنیل کمار منڈل کو دیا گیا۔ اپیل کنندہ اچھوتانند بیدیا نے بعد میں سنیل کمار منڈل سے مذکورہ 0.60 فیصد زمین خریدی۔ کامنی موہن گائیین کے مفاد میں جانشین، یعنی ان اپیلوں میں مدعا علیہان نے مغربی بنگال ری اسٹوریشن آف ایلینیٹیڈ لینڈ ایکٹ، 1973 (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا گیا ہے) کی دفعہ 4(1) کے تحت خصوصی افسر کے سامنے درخواستیں دیں جو مذکورہ 66 اعشاریہ اراضی اور 60 اعشاریہ اراضی کی بحالی کے لیے ایکٹ کے تحت تشکیل دیا گیا تھا جسے کامنی موہن گائیین نے یکم جون 1968 اور یکم جولائی 1968 کو منتقل کیا تھا۔ یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایکٹ کے دفعہ 4(1)(b) کے تحت، اگر زیر بحث منتقلی سال 1967 کی میعاد تاریخ انقضا ہونے کے بعد کسی معاہدے کے ساتھ کی گئی تھی، تحریری یا زبانی طور پر زمین کو منتقلی کرنے والے کو زمین کی دوبارہ منتقلی کے لیے، منتقلی کرنے والا ایکٹ کے آغاز کی تاریخ سے دس سال کے اندر اس علاقے میں دائرہ اختیار رکھنے والے خصوصی افسر کو مقررہ طریقے سے درخواست دے سکتا ہے جس میں زمین منتقل کی گئی تھی تا کہ اسے ایسی زمین کی بحالی کے لیے ہو۔ ایکٹ کی دفعہ 4(1)(a) کے تحت، منتقلی کرنے والا خصوصی افسر کے سامنے الگ شدہ زمین کی بحالی کے لیے بھی درخواست دے سکتا ہے اگر مذکورہ زمین کی منتقلی سال 1967 کی میعاد تاریخ انقضا ہونے کے بعد کی گئی تھی اگر منتقلی کرنے والے کو اپنی اور اپنے کنبہ کی دیکھ بھال کے لیے یا کاشتکاری کی لاگت اجلاس کرنے کے لیے پیسے کی ضرورت تھی۔

مذکورہ زمینوں کی بحالی کی درخواست میں جواب دہندگان کی طرف سے یہ دعوی کیا گیا تھا کہ ان کے پیشرو کامنی موہن گائیین کو اپنے کنبہ کی دیکھ بھال کے لیے پیسے کی ضرورت تھی اور اپنی بیٹی کی شادی کے لیے رقم حاصل کرنے کے لیے انہیں مذکورہ زمینوں کو مصیبت میں فروخت کے مذکورہ رجسٹرڈ معاہدوں کے ذریعے فروخت کرنا پڑا۔ یہ بھی دعوی کیا گیا کہ منتقلی کرنے والے اور منتقلی کرنے والے نے مذکورہ زمین کو منتقلی کرنے والے کو دوبارہ منتقل کرنے کے لیے زبانی معاہدہ کیا۔

اس طرح کی درخواست پر، معاملات نمبر 44 اور 45، سال 1974-75 خصوصی افسر کے سامنے شروع کیے گئے تھے۔ ایک مدمقابل کی سماعت کے بعد، خصوصی افسر نے الگ تھلگ زمین کی بحالی کے لیے مذکورہ درخواستوں کی اجازت اس نتیجے پر دی کہ کامنی موہن گائیین نے زمین کو مصیبت میں بیچ دیا تھا اور مذکورہ زمینوں کو منتقلی کرنے والے کو دوبارہ منتقل کرنے کا معاہدہ ہوا تھا۔

اپیل کنندہ نے ایکٹ کے تحت اپیلٹ اتھارٹی ہونے کے ناطے سب ڈویژنل آفیسر ڈائمنڈ ہاربر کے سامنے اپیلوں، یعنی آر اے ایل نمبر 19 اور 20، سال 1983-84 کو ترجیح دی۔ اپیلٹ اتھارٹی نے دیگر باتوں کے ساتھ دونوں اپیلوں کی اجازت اس نتیجے پر دی کہ زیر بحث زمینوں کی منتقلی کاروبار کے لیے رقم اکٹھا کرنے کے لیے تھی نہ کہ بیٹی کی شادی کے لیے۔ لہذا فروخت ایکٹ کی دفعہ 4(1)(a) کے تحت پریشانی کی فروخت نہیں تھی۔ اپیلٹ اتھارٹی نے یہ بھی مؤقف اختیار کیا کہ دوبارہ ترسیل کے لیے کوئی زبانی معاہدہ نہیں تھا۔ اس کے مطابق، الگ تھلگ ایکٹ کی بحالی کے لیے خصوصی افسر کی طرف سے منظور کردہ احکامات کو اپیلٹ اتھارٹی نے اپیلوں کی اجازت دے کر مسترد کر دیا تھا۔

جواب دہندگان نے اپیلٹ اتھارٹی کے فیصلے کے خلاف آئین ہند کے آرٹیکل 227 کے تحت عدالت عالیہ کے سامنے نظر ثانی کی درخواستوں کو ترجیح دی۔ متنازعہ فیصلے کے ذریعے، عدالت عالیہ نے اپیلٹ اتھارٹی کے اس نتیجے کو برقرار رکھا ہے کہ فروخت بائع کی بیٹی کی شادی کے لیے نہیں کی گئی تھی اور درخواست گزار ایکٹ کی دفعہ 4(1)(a) کے تحت زمینوں کی بحالی کا دعوی کرنے کا حقدار نہیں تھا۔ لیکن عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا ہے کہ اپیلٹ اتھارٹی کا یہ نتیجہ کہ دوبارہ منتقلی کے لیے کوئی معاہدہ نہیں تھا درست نہیں ہے کیونکہ اس طرح کا نتیجہ ریکارڈ پر موجود شواہد پر غور کیے بغیر کیا گیا تھا۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا ہے کہ منتقلی کرنے والے اور منتقلی کرنے والے کے درمیان دوبارہ منتقلی کے زبانی معاہدے کا وجود اس معاملے میں پیش کردہ شواہد سے ثابت ہوا ہے۔ اس کے

مطابق، خصوصی افسر کی طرف سے منظور کردہ الگ تھلگ زمینوں کی بحالی کے احکامات میں مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں تھی اور اسے برقرار رکھا جانا چاہیے۔

اپیل گزار کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل مسٹر بسواجت بھٹاچاریہ نے سختی سے دعوی کیا ہے کہ دوبارہ ترسیل کے لیے زبانی معاہدے کے وجود کا سوال حقیقت کا سوال ہے۔اس طرح کے سوال پر حقیقت کا یہ نتیجہ اپیلٹ اتھارٹی کے ذریعے کیے گئے نتائج سے اخذ کیا گیا۔اس لیے یہ عدالت عالیہ کے لیے کھلا نہیں تھا کہ وہ آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت نظر ثانی کے دائرہ اختیار کے استعمال میں حقائق کے اس طرح کے نتائج میں مداخلت کرے۔مسٹر بھٹاچاریہ نے یہ بھی کہا ہے کہ اعتراض شدہ دستاویزات میں اس بات کا کوئی حوالہ نہیں تھا کہ منتقل کی گئی زمینوں کو دوبارہ منتقل کیا جانا تھا۔مسٹر بھٹاچاریہ نے عرض کیا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت عدالت عالیہ کے دائرہ کار اور دائرہ اختیار کو اس عدالت نے متعدد فیصلوں میں مدنظر رکھا ہے اور یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت دائرہ اختیار کسی اپیلٹ اتھارٹی کا دائرہ اختیار نہیں ہے جو کسی معاملے میں پیش کردہ شواہد کی دوبارہ تعریف کر سکتا ہے اور شواہد کی اس طرح کی دوبارہ تعریف پر حقیقت کے آزادانہ نتیجے پر پہنچ سکتا ہے۔لہذا، عدالت عالیہ کے لیے اپیلٹ اتھارٹی کی طرف سے کیے گئے حقائق کے نتائج کو تبدیل کرنے کا کوئی موقع نہیں تھا جو حقیقت کا نتیجہ اخذ کرنے کا حتمی اختیار تھا۔اس کے باوجود، عدالت عالیہ نے آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت نظر ثانی کے دائرہ اختیار کے استعمال میں حقائق کے نتائج میں مداخلت کی ہے۔مسٹر بھٹاچاریہ نے پیش کیا ہے کہ صرف اسی بنیاد پر، متنازعہ فیصلے کو کالعدم جوابدہ دیا جا سکتا ہے۔

مسٹر بھٹاچاریہ نے یہ بھی کہا ہے کہ اہلیت کے لحاظ سے بھی اپیلٹ اتھارٹی کے فیصلے کو واپس نہیں لیا جانا چاہیے۔دوبارہ ترسیل کے لیے زبانی معاہدے کے معاملے کی حمایت میں درخواست دہندگان کی طرف سے پیش کردہ زبانی ثبوت کو قبول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ زبانی معاہدے کی حقیقت کا وجود بھارتیہ ثبوت قانون کی دفعہ 60 کے تحت مطلوبہ براہ راست ثبوت کے ذریعے فراہم نہیں کیا گیا تھا۔مسٹر بھٹاچاریہ نے کہا ہے کہ زبانی ثبوت براہ راست ہونا چاہیے۔اگر گواہ کسی ایسی حقیقت کا حوالہ دیتا ہے جسے گواہ نے سنا تھا، تو ثبوت میں واضح طور پر یہ ذکر ہونا چاہیے کہ گواہ نے خود اس حقیقت کو تشکیل دینے والے بیانات سنے تھے۔مسٹر بھٹاچاریہ نے پیش کیا تھا کہ فوری معاملے میں گواہوں نے صرف اس اثر سے گواہی دی ہے کہ ان کی موجودگی میں منتقلی کرنے والے اور منتقلی کرنے والے کے درمیان بات چیت ہوئی تھی لیکن ایسے گواہوں نے گواہی نہیں دی کہ انہوں نے فریقین کو دوبارہ منتقلی کے لیے زبانی معاہدہ کرتے ہوئے سنا تھا۔لہذا قابلیت پر بھی، زبانی معاہدے

کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے درخواست دہندگان کے ذریعے جانچ کیے گئے گواہوں کے بیانات پر کوئی انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا کسی بھی صورت میں، عدالت عالیہ نے اپیلٹ اتھارٹی کے اس نتیجے کو الٹ دیا کہ دوبارہ منتقلی کے لیے کوئی معاہدہ نہیں تھا۔ اس لیے مسٹر بھٹاچاریہ نے عرض کیا ہے کہ ان اپیلوں کی اجازت دے کر اور الگ تھلگ زمینوں کی بحالی کے احکامات کو منسوخ کر کے متنازعہ فیصلے کو کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔

تاہم ہم مسٹر بھٹاچاریہ کی اس طرح دلیل کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔ اس معاملے میں، عدالت عالیہ نے صحیح فیصلہ دیا ہے کہ اپیلٹ اتھارٹی ریکارڈ پر موجود شواہد پر غور کیے بغیر دوبارہ ترسیل کے زبانی معاہدے کے عدم وجود کے نتیجے پر پہنچی ہے۔ اگر اپیلٹ اتھارٹی ریکارڈ پر موجود مواد پر غور نہیں کرتی ہے جس کا حقیقت کے نتائج پر اثر پڑتا ہے اور حقیقت کا نتیجہ اخذ کرتی ہے، تو ریکارڈ پر موجود متعلقہ مواد پر غور کیے بغیر حاصل ہونے والی حقیقت کی اس طرح کی تلاش کو قانون میں برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ عدالت عالیہ، ایسے حالات میں، ریکارڈ پر موجود مواد کے حوالے سے اس کے سامنے درج کردہ حقائق کے نتائج کے جواز پر غور کرنے کی مجاز ہو گی۔

آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت عدالت عالیہ کی نگرانی کا اختیار صرف انتظامی نگرانی تک محدود نہیں ہے بلکہ اس طرح کے اختیار میں عدالتی نظر ثانی کا اختیار بھی شامل ہے۔ آرٹیکل 227 کے تحت عدالت عالیہ کا اختیار اور فرض بنیادی طور پر اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ عدالت عالیہ سے کمتر عدالتوں اور ٹریبونلوں نے وہی کیا ہے جو انہیں کرنے کی ضرورت تھی۔ قانون کو اس عدالت کے مختلف فیصلوں سے اچھی طرح سے طے کیا گیا ہے کہ عدالت عالیہ آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت غلط مفروضے یا اپنے دائرہ اختیار سے باہر کام کرنے، دائرہ اختیار استعمال کرنے سے انکار، ریکارڈ پر ظاہر قانون کی غلطی جو محض قانون کی غلطی سے ممتاز ہے، اختیار یا صوابدید کا من مانی یا عجیب استعمال، طریقہ کار میں پیٹنٹ کی غلطی، کسی ایسے نتیجے پر پہنچنا جو مسخ شدہ ہو یا کسی مواد پر مبنی نہ ہو، یا جس کے نتیجے میں واضح ناانصافی ہو، کے معاملات میں مداخلت کر سکتی ہے۔ جہاں تک کمتر عدالت کے حقائق کے نتائج کا تعلق ہے، عدالت عالیہ کو ماتحت عدالت کے فیصلے کو محض اس بنیاد پر کالعدم نہیں کرنا چاہیے کہ اس کا حقائق کا نتیجہ غلط تھا لیکن آرٹیکل 227 کے تحت اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے عدالت عالیہ کے لیے کھلا ہو گا کہ وہ حقائق کے نتائج میں مداخلت کرے اگر ماتحت عدالت بغیر کسی ثبوت کے نتیجے پر پہنچی یا شواہد کو واضح طور پر غلط پڑھنے پر اس طرح دائرہ اختیار کے نامناسب استعمال میں ملوث ہو یا اگر اس کے نتائج منحرف ہوں۔

اگر حقیقت کے سوال کے سلسلے میں ریکارڈ پر موجود ثبوت پر بالکل بھی غور نہیں کیا جاتا ہے اور اس طرح کے ثبوت کے حوالے کے بغیر، حقیقت کا نتیجہ نچلی عدالت یا ٹریبونل کے ذریعے اخذ کیا جاتا ہے، تو اس طرح کے نتائج کو مسخ شدہ اور حقیقت پر مبنی نہیں ہونا چاہیے۔ ایسے حالات میں، آرٹیکل 227 کے تحت دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، عدالت عالیہ حقیقت کے اس طرح کے غلط نتائج کو کالعدم قرار دینے کی مجاز ہوگی۔

جہاں تک مسٹر بھٹاچاریہ کی اس دلیل کا تعلق ہے کہ فریقین کے درمیان دوبارہ ترسیل کے معاہدے کے بارے میں زبانی ثبوت کو ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 60 کی فراہمی کے پیش نظر غلط اور ناکافی قرار دیا گیا ہے، ہم اس بات کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ اس طرح کی پیش کش غلط ہے اور اسے قبول نہیں کیا جانا چاہئے۔ اس معاملے میں گواہوں نے گواہی دی ہے کہ ان کی موجودگی میں فریقین نے دوبارہ ترسیل کے لیے زبانی معاہدے کے بارے میں بات چیت کی تھی اور ایسا معاہدہ کیا گیا تھا۔ ہمارے خیال میں، ایسے حالات میں، یہ دعوی کرنا بہت زیادہ تکنیکی ہوگا کہ گواہ کو نہ صرف یہ بتانا چاہیے کہ ان کی موجودگی میں زبانی معاہدے کے لیے بات چیت ہوئی تھی بلکہ انہوں نے فریقین کے درمیان بات چیت بھی سنی تھی۔ یہ بیان کہ گواہ کی موجودگی میں زبانی مباحثوں پر فریقین دوبارہ ترسیل کے معاہدے پر پہنچ گئے تھے، لازمی طور پر اس بات کا اشارہ کرتا ہے کہ گواہ نے اس طرح کی بحث سنی تھی اور اسے اس طرح کے زبانی معاہدے کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔ مذکورہ بالا حالات میں، ہمیں متنازعہ فیصلے میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ملتی ہے اور اپیلیں خارج کر دی جاتی ہیں لیکن کیس کے حقائق میں اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہوگا۔

اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔